السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آج کل یہ ایک مسئلہ ہے کہ ٹائی پہن کر نماز پڑھنا ناجائز ہے اور کچھ لوگ یعنی مولوی صاحبان تو کہتے ہیں کہ عیسائی مذہب کا خاص راز ہے۔ لیکن میری معلومات (عیسائی لوگوں) کے مطابق عیسائی مذہب میں نہیں ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ٹائی پہن کر Reason اس کا کوئی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تفصیلات کے ساتھ جواب دے کر دل کا شک وشبہ دور کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ٹائی کے بارے میں علماء اور اہل علم کی دو رائیں ہیں۔ ایک یہ کہ عیسائیوں کا کوئی مذہبی نشان ہے اور دوسری یہ کہ عام لباس کی طرح ہے اس میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اب پہلی رائے کے مطابق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ عیسائیوں کے نزدیک اس کو کوئی مذہبی حیثیت ہے تو نماز اور نماز کے علاوہ دونوں حالتوں میں اس کا پہننا جائز نہیں ہے اور اگر اس کے بارے میں یہ یقین ہوجائے کہ مذہبی طور پر اس کی کوئی اہمیت نہیں تو پھر عیسائیوں کا خصوصی شعار ہونے کے لحاظ سے اس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ لیکن ایک بات بہر حال قابل غور ہے کہ اس کی ابتدا کیوں اور کیسے ہوئی۔ لباس میں تو اس کی خاص ضرورت نہیں۔ اب تو یورپ والے بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ خواہ مخواہ کا بوجھ ہے اور اس سے تنگی محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے محض لباس سمجھ کر اس کو پہننا ناقابل فہم ہے۔ اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی کہ اسے اس طرز پر رائج کیا گیا۔ ایک اور بات بھی متفق علیہ ہے کہ اس کی ابتداء عیسائیوں نے کی۔ مسلمانوں کے لباس کا کسی دور میں بھی ٹائی حصہ نہیں رہی اور یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ مسلمانوں نے اس کو نہ کسی ضرورت کے تحت اختیار کیا ہے اور نہ لباس سمجھ کر بلکہ ہمارے لوگوں نے عیسائیوں کی تقلید اور دیکھا دیکھی میں اس کو پہننا شروع کر دیا ہے اس لئے میری رائے میں اگر کوئی شخص کسی مجبوری کے بغیر محض انگریزی کی تقلید میں اسے پسند کرکے اختیار کرتا ہے تو یہ جائز نہیں ہوگا کیونکہ کسی چیز کو بھی دوسری قوم سے مرعوب یا متاثر ہو کر قبول کرنا اسلام میں جائز نہیں (سوائے شدید ضرورت یا مجبوری کے) اس سلسلے میں مندرجہ ذیل احادیث قابل غور ہیں۔

(من تشبہ بقوم فہو منہم) (المعجم الأوسط للطبرانی ج ۹ ص ۱۵۱ رقم الحدیث ۸۳۲۳)

''جس شخص کسی نے کسی دوسری قوم کی تقلید کی وہ ان ہی میں سے سمجھا جائے گا۔''

یعنی جو شخص کسی دوسری قوم کی عادات واطوار کو اپناتا ہے یا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کا شمار بھی انہی لوگوں میں سے ہوگا۔ اسی طرح دوسری حدیث کے الفاظ

(خالفوا الیہود والنصریٰ)

یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو) یعنی یونہی بلا ضرورت' محض ان کی ترقی اور شان وشوکت سے مرعوب ہو کر ان کے پیچھے نہ لگیں بلکہ اس کے برعکس ایسے کاموں میں ان کی مخالفت کریں۔ تیسری حدیث ہے)

(دع ما یریبک الی مالا یریبک'' (مشکوٰۃ للالبانی ج ۲ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال ص ۸۴۵ رقم الحدیث ۲۷۷۳''

''یعنی جس چیز کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک ہو بہتر یہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کی جائے جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔''

چوتھی حدیث ہے

(ان الحلال بین وان الحرام بین وبینہما مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس فمن اتقی الشبہات فقد استبراء لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات وقع فی الحرام (سنن ابی داؤد ج ۲ کتاب البیوع باب اجتناب الشبہات ص ۱۱۷

''یعنی حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ ان کے درمیان کچھ ایسے کام بھی ہیں جو واضح نہیں ہیں بلکہ ان میں شبہ ہے اور اکثر لوگوں کو ان کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں جو شبہات سے دور رہا اس نے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور اس نے شبہات کی پرواہ نہ کی تو اس کے حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔''

لہٰذا اس طرح کے مسائل میں احتیاط بہر حال بہتر ہے' خصوصاً غیر مسلموں کے ایسے کام جن میں علمی سائنسی یا فوجی فوائد بھی نہیں ہیں۔ محض دیکھا دیکھی اور شان وشوکت کے لئے ان کو اپنا لینا درست نہیں ہے۔ جو قومیں دوسروں کی تہذیب وثقافت کو بغیر کسی دینی یا دنیاوی مقصد اور بغیر کسی ضرورت کے قبول کر لیتی ہیں وہ کبھی بھی دنیا میں ترقی ورفعت کی منازل طے نہیں کر سکتیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص163

محدث فتویٰ